

شرح : جہاں جو روحِ جفا عام ہو جائے، کوئی وجہ، کوئی سبب اور کوئی علت پیش نظر نہ رہے، وہاں عشق کی آبرو کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟ اے محبوب! میں تجھے بے وجہ اور بے سبب ستانے والا پاتا ہوں، اس لیے تذبذب میں پڑ جاتا ہوں کہ آیا محبت کے راستے میں مجھے قدم آگے بڑھانا چاہیے؟

عاشق کے نزدیک محبوب کی طرف سے جو روحِ جفا کی صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے اور وہ خود عشق ہے نیز عاشق محبوب کے لطف و نوازش ہی نہیں، بلکہ جو روحِ جفا کو بھی صرف اپنا حق سمجھتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنے کے لیے تیار نہیں، لیکن جب محبوب ہر کس و ناکس پر یکساں جو روحِ جفا شروع کر دے۔ اہل ہوس کو بھی اسی طرح ظلم و ستم کا تختہ مشق بنائے، جس طرح عاشق ہمیشہ بنا رہتا ہے تو عشق کے لیے امتیاز کی کون سی وجہ باقی رہی؟ اس کی عزت و آبرو اور یکتائی کیونکر برقرار رہ سکتی ہے؟ اس صورتِ حال نے عاشق پر تامل کی کیفیت طاری کر دی۔

شعر کی ایک خوبی اس کی عمومیت و آفاقیت ہے، یعنی مضمون صرف عام عشق تک محدود نہیں، بلکہ اسے سیاسیات میں بھی بے تکلف استعمال کیا جاسکتا ہے اور مرزا غالب کے اکثر اشعار کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے۔

۴۔ شرح : محبوب میرے قتل کے لیے شمشیر سمیت آ رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی رشک اس لیے جوش میں آ گیا کہ محبوب کا ہاتھ میری گردن میں حائل ہونا چاہیے تھا، اس میں تلوار کیوں پہنچ گئی؟ لطف یہ کہ ابھی قتل کی نوبت نہیں آئی، رشک ہی عاشق کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

لفظی مناسبتیں تشریح کی محتاج نہیں۔

۵۔ لغات ۔ گردنِ مینا : صراحی کا بالائی حصہ نچلے حصے کے مقابلے میں تنگ ہوتا ہے، جیسے بوتلوں میں اوپر کا حصہ تنگ ہوتا ہے، اسے صراحی کی گردن کہتے ہیں۔

شرح : تو نے شراب پی کر عالم سرور میں ایسی مستانہ چال اختیار کی کہ خلقت کا خون ہو گیا۔ مینا پر نظر ڈالتے ہیں تو تیری چال سے اس پر لرزہ طاری ہے۔ وہ اس لیے